احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 8 مئی 2015ء

روزنامہ

FR-10

1913ء سے جاری شدہ

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 8 مئی 2015ء 18 رجب 1436 ہجری 8 ہجرت 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 105

مجھے میرے غم سے نجات بخش

حضرت مسیح موعودنے حضرت مولانا نورالدین صاحب کے نام 20۔اگست 1885ءکوایک خط میں تحریرفرمایا کہ تہجد میں دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو:۔

’’اے میرے محسن اوراے میرے خدامیں ایک تیرانا کارہ بندہ پُرمعصیت اورپُرغفلت ہوں۔تونے مجھ سے ظلم پرظلم دیکھااورانعام پرانعام کیااورگناہ پرگناہ دیکھااوراحسان پراحسان کیا۔تونے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اوراپنی بےشمارنعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔سواب بھی مجھ نالائق اورپُرگناہ پررحم کراورمیری بےباکی اورناسپاسی کومعاف فرمااورمجھ کومیرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرےاورکوئی چارہ گرنہیں۔آمین ثم آمین‘‘

(مکتوبات احمد جلد 2صفحہ10)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

دعا تو ایک ایسی چیز ہے جو ہر مشکل کو آسان کردیتی ہے۔دعا کے ساتھ مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہوجاتا ہے۔لوگوں کو دعا کی قدرو قیمت معلوم نہیں وہ بہت جلد ملول ہوجاتے ہیں اور ہمت ہار کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔حالانکہ دعا ایک استقلال اور مداومت کو چاہتی ہے۔جب انسان پوری ہمت سے لگا رہتا ہے تو پھر ایک بدخلقی کیا ہزاروں بدخلقیوں کو اللہ تعالیٰ دور کردیتا ہے اور اسے کامل مومن بنادیتا ہے۔لیکن اس کے واسطے اخلاص اور مجاہدہ شرط ہے جو دعا ہی سے پیدا ہوتا ہے۔..........انسان کو چاہئے کہ اس زندگی کو اس قدر قبیح خیال کرکے اس سے نکلنے کے لئے کوشش کرے اور دعا سے کام لے کیونکہ جب وہ حق تدبیر ادا کرتا ہے اور پھر سچی دعاؤں سے کام لیتا ہے۔تو آخر اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دیتا ہے اور گناہ کی زندگی سے نکل آتا ہے۔کیونکہ دعا بھی کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔بلکہ وہ بھی ایک موت ہی ہے جب اس موت کو انسان قبول کرلیتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اس کو مجرمانہ زندگی سے جو موت کا موجب ہے۔بچالیتا ہے اور اس کو ایک پاک زندگی عطا کرتا ہے۔

بہت سے لوگ دعا کو ایک معمولی چیز سمجھتے ہیں سو یاد رکھنا چاہئے کہ دعا یہی نہیں کہ معمولی طور پر نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر بیٹھ گئے اور جو کچھ آیا منہ سے کہہ دیا۔اس دعا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ یہ دعا نری ایک منتر کی طرح ہوتی ہے نہ اس میں دل شریک ہوتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں پر کوئی ایمان ہوتا ہے۔یاد رکھو دعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بیقراری ہوتی ہے اسی طرح پر دعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے اس لئے دعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔پس چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نہایت تضرع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دعا کو اس حد تک پہنچاوے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہوجاوے اس وقت دعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ سب سے اول اور ضروری دعا یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف کرنے کی دعا کرے ساری دعاؤں کا اصل اور جزیہی دعا ہے کیونکہ جب یہ دعا قبول ہوجاوے اور انسان ہر قسم کی گندگیوں اور آلودگیوں سے پاک صاف ہوکر خدا تعالیٰ کی نظر میں مطہر ہوجاوے تو پھر دوسری دعائیں جو اس کی حاجات ضروریہ کے متعلق ہوتی ہیں وہ اس کو مانگنی بھی نہیں پڑتی ہیں وہ خودبخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔بڑی مشقت اور محنت طلب یہی دعا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجاوے اور خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور راستباز ٹھہرایا جاوے۔یعنی اول اول جو حجاب انسان کے دل پر ہوتے ہیں ان کا دور ہونا ضروری ہے جب وہ دور ہوگئے تو دوسرے حجابوں کے دور کرنے کے واسطے اس قدر محنت اور مشقت کرنی نہیں پڑے گی۔کیونکہ خدا تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال ہوکر ہزاروں خرابیاں خودبخود دور ہونے لگتی ہیں اور جب اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہوجاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خودبخود اس کا متکفل اور متولی ہوتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کو مانگے۔اللہ تعالیٰ خود اس کو پورا کردیتا ہے۔یہ ایک باریک سر ہے جو اس وقت کھلتا ہے جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے اس سے پہلے اس کی سمجھ میں آنا بھی مشکل ہوتا ہے۔لیکن یہ ایک عظیم الشان مجاہدہ کا کام ہے کیونکہ دعا بھی ایک مجاہدہ کو چاہتی ہے۔جو شخص دعا سے لاپروائی کرتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروانہیں کرتا اور اس سے دور ہوجاتا ہے۔جلدی اور شتاب کاری یہاں کام نہیں دیتی۔خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو چاہے عطا کرے اور جب چاہے عنایت فرمائے۔سائل کا کام نہیں ہے کہ وہ فی الفور عطا نہ کئے جانے پر شکایت کرے اور بدظنی کرے بلکہ استقلال اور صبر سے مانگتا چلا جاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 615 تا617)

بچے کو نماز پڑھنے کا حکم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ایک اہم بات یہ ہے کہ اطفال الاحمدیہ کی عمر سات سال سے لے کے پندرہ سال کی عمر ہے سات سال کی عمر سے لے کے دس سال کی عمر تک بچے کو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔اس کی عادت ڈالنی چاہئے اور بچوں کو خود عادت ہونی چاہئے کہ ہم نے نمازیں پڑھنی ہیں اور پھر یہاں تک حکم ہے کہ دس سال کے بعد تھوڑی سی سختی بھی کرو تو دس سال، بارہ سال کی عمر میں اگر ماں باپ آپ کو کہتے ہیں کہ بچے نماز پڑھو اور سختی بھی کرتے ہیں تو آپ لوگوں کو برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسی عمر میں اگر نمازوں کی عادت پڑ گئی تو آئندہ ہمیشہ نمازوں کی عادت پکی رہے گی۔آپ دیکھ لیں کہ جتنے نمازیں پڑھنے والے لوگ ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت ہے ان میں سے اکثریت وہی ہیں جن کو بچپن میں نمازیں پڑھنے کا شوق تھا۔جو بچپن میں اچھے ماحول میں رہے اور جب جوانی میں قدم رکھا تب بھی اچھے ماحول میں قدم رکھا‘‘۔

(مشعل راہ جلد 5 حصہ ششم صفحہ 217)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2015ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

عطیہ برائے سپیشل سکول

نظارت تعلیم کے تحت ربوہ میں ذہنی و جسمانی صلاحیتوں سے محروم بچوں کی تعلیم کیلئے انسٹیٹیوٹ فار سپیشل ایجوکیشن ربوہ کے نام سے نومبر 2013ء سے ایک ادارہ قائم ہے۔جہاں ان بچوں کو نصابی و غیر نصابی تعلیم دی جاتی ہے اور انہیں معاشرے کا مفید وجود بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس سکول کے لئے عطیات جمع کروانے کے لئے **عطیہ سپیشل سکول 2866014** کے نام سے خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں اکاؤنٹ موجود ہے۔احباب اس نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

(نظارت تعلیم ربوہ)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ....مطبع: ضیاء الاسلام پریس ....مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ ....قیمت 5 روپے

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 3/اپریل 2015ء

س: خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے کس خاص سلوک کا تذکرہ فرمایا؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق کے چمکانے اور ہمارے اس سلسلے کی تائید میں کثرت کے ساتھ زور دے رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مخالف نے ایک دفعہ مجھے خط لکھا کہ آپ کی مخالفت میں لوگوں نے کچھ کمی نہیں کی مگر ایک بات کا جواب ہمیں نہیں آتا کہ باوجود اس مخالفت کے آپ ہر بات میں کامیاب ہی ہوتے جاتے ہیں۔ پس یہ آپ سے اللہ تعالیٰ کے وعدے تھے جس کے نتیجے ظاہر ہوئے اس وقت بھی اور صرف اسی وقت ہی نہیں بلکہ آج تک یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق پھلنا پھولنا اور بڑھنا ہے۔

س: نائیجر کا گٹا ایٹی گاؤں کیسے احمدی ہوا؟

ج: فرمایا! نائیجر کے مربی سلسلہ لکھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ کے ایک دورے کے دوران ایک کچا راستہ پکڑا۔ تین دن کے بعد اسی راستے سے واپسی پر ایک گٹا ایٹی گاؤں ہے وہاں سے گزر رہے تھے تو لوگوں نے ہمیں روک لیا اور کہا کہ ہم سب آپ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے آپ ابھی امام صاحب کے پاس چلیں۔ جب امام کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ آپ ہمیں ابھی بیعت فارم دیں۔ ہم سب بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں میں نے انہیں سمجھایا کہ بیعت کے لئے جلدی نہ کریں۔ امام صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تسلی کرا دی ہے اس لئے ہمیں جماعت کی سچائی میں اب کوئی شک نہیں رہا۔ تسلی کس طرح اللہ تعالیٰ نے کرائی۔ اس کا واقعہ انہوں نے سنایا کہ جب آپ یہاں سے گزرے تھے تو آپ کے جانے کے بعد ماراوی شہر کے بڑے امام صاحب اپنے قافلے کے ساتھ یہاں آئے اور یہ کہتے رہے کہ احمدی تو کافر ہیں اور تم لوگوں نے کافروں کو اپنی مسجد میں گھسنے دیا اور تبلیغ کی اجازت کیوں دی کہ ایسا کیوں کیا۔ جس پر گاؤں کے امام صاحب نے ان سے کہا کہ یہی فرق ہے آپ میں اور احمدیوں میں۔ آپ جب سے یہاں آئے ہیں آپ نے کافر کے سوا کوئی بات نہیں کی اور وہ جب تک یہاں رہے یعنی احمدی انہوں نے قرآن کریم اور حدیث کے سوا کوئی بات نہیں کی۔

س: مالی میں تیجانیہ فرقہ کے امام آدم تنکارا صاحب کیسے احمدی ہوئے؟

ج: فرمایا! مالی کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ تیجانیہ فرقہ کے ایک بڑے امام آدم تنکارا صاحب نے بیعت کی۔ انہوں نے بیعت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک لمبے عرصے سے جماعت کے کیسٹس اور ریڈیو سن رہے تھے۔ مالی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کافی ریڈیو سٹیشن ہیں۔ ایف ایم ریڈیو سٹیشن ہے اور ان کا دائرہ ستر اسی میل تک اللہ کے فضل سے پھیلا ہوا ہے وسیع پیمانے پر دعوت الی اللہ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے والد مرحوم (یعنی جو آدم صاحب تھے فرقہ تیجانیہ کے بڑے امام تھے اور انہوں) نے اس علاقے کے 93 مشرک دیہات کو مسلمان کیا تھا۔ ایک رات آدم صاحب نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ احمدیت ہی سچا راستہ ہے اور وہ احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کرے یعنی ان کا بیٹا۔ تو اس کے بعد یہ ہمارے معلم کو ملے۔ معلم صاحب کے ساتھ دعوت الی اللہ کے لئے ایک گاؤں میں گئے اس گاؤں کے لوگ پہلے مشرک تھے ان کے والد صاحب کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ چنانچہ اس گاؤں کے امام جن کی عمر اس وقت ستاسی سال ہے وہ آدم صاحب کے والد صاحب کے گہرے دوست تھے۔ جب ان سے ملے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے ریڈیو پر جماعت کی دعوت الی اللہ سنی ہے یقیناً احمدیت ہی سچا راستہ ہے نیز انہوں نے آدم تنگارا صاحب کو نصیحت کی کہ وہ اس پیغام کو پھیلانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کریں اور اس امام نے بھی وہی الفاظ کہے جو ان کے والد نے خواب میں کہے تھے یعنی والد کے دوست کے ذریعہ سے وہی الفاظ ان کو کہلوا دیئے گئے۔ اس رات انہوں نے دعوت الی اللہ کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین ہزار چار سو بیعتیں وہاں ہو گئیں۔

س: مالی کے ریجن جیما کے لوگ کس نشان کو دیکھ کر احمدی ہوئے؟

ج: فرمایا! پھر مالی کے ریجن جیما کے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن ہمارے ریجن کے ایک احمدی عبدالسلام تراؤرے صاحب اپنے قریبی گاؤں میں گئے تو وہاں موجود گاؤں والوں نے ان سے کہا کہ کافی عرصے سے یہاں بارش نہیں ہو رہی اگر آپ کی جماعت سچی جماعت ہے تو آپ دعا کریں کہ بارش ہو اور اگر بارش ہو گئی تو ہم سمجھیں گے کہ واقعی آپ کی جماعت سچی جماعت ہے اور خدا کی مدد آپ کے ساتھ ہے۔ اس پر مکرم عبدالسلام نے نوافل پڑھے گڑگڑا کر دعا کی کہ اے اللہ اپنے مہدی کی سچائی کے لئے آج ہی یہاں بارش نازل فرما۔ یہ معلم جو ہیں یہ وہیں مقامی مالی کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ حضرت مسیح موعود کی سچائی کا نشان دکھا۔ اور کہتے ہیں کہ اس دعا کے بعد وہاں بادل جمع ہونا شروع ہوئے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ ہر طرف پانی جمع ہو گیا۔ اس کے کچھ دیر بعد لوگ عبدالسلام صاحب کے پاس آئے اور بتایا کہ ہمیں پتا لگ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ واقعی سچی اور خدائی جماعت ہے اور اس طرح سارا گاؤں جماعت میں بیعت کر کے داخل ہو گیا۔

س: حقیقی بیعت کے حوالہ سے حضور انور نے کیا تاکید فرمائی؟

ج: فرمایا! حقیقی بیعت یہ ہے کہ حقیقی دین کی تعلیم کو اپنایا جائے۔ صرف منہ سے بیعت کرنا یا احمدی کہلانا کوئی چیز نہیں ہے اور تمام قسم کی بدعات سے بچنا صحیح دینی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا۔ یہ نئے ہونے والے احمدی جو ہیں جس روح سے احمدیت قبول کرتے ہیں پرانے احمدیوں سے بھی بعض دفعہ سستیاں ہو جاتی ہیں ان کو چاہئے کہ اس روح کو اپنے اندر پیدا کریں اور جاری رکھیں نہیں تو کل نئے آنے والے جو ہیں یہ آپ کے استاد نہ بن جائیں۔

س: الجزائر کا ایک خاندان کیسے احمدی ہوا؟

ج: الجزائر کے ایک دوست اپنے خاندان کے احمدیت میں داخل ہونے کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ان کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شیخ ان کے گھر آئے ہیں اور ان کے بچوں کو دین حق کی نیک تعلیم دے رہے ہیں جس سے ان کے گھر میں بہت نیک اثر پڑا ہے اور گھر میں اس شخص کی بہت عقیدت پیدا ہو گئی ہے۔ ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ ایک دن ان کی بیٹی ٹی وی دیکھ رہی تھی اور مختلف سٹیشنز تبدیل کر رہی تھی کہ اچانک MTA پر جا کر رک گئی۔ اس وقت وہاں MTA پر میری (حضرت خلیفۃ المسیح کی) تصویر آ رہی تھی تو وہ تصویر دیکھ کر خوشی سے اچھلی اور کہنے لگی کہ یہ وہی شخص ہے جس کو میں نے خواب میں دیکھا۔ اس کے بعد انہوں نے باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا اور نومبر 2013ء میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ بیعت کے بعد وہ لکھتی ہیں کہ جو تمام دکھ اور پریشانیاں جو تھیں مجھے احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ سے خوشیوں میں بدل گئیں۔ اس غلط معاشرے کی وجہ سے جو اولاد کی تربیت کا ڈر تھا جماعتی ماحول اور جماعتی تربیت سے وہ ڈر دور ہو گیا۔

س: تربیت اولاد کے لئے حضور انور نے کیا تاکید فرمائی؟

ج: حضور انور نے فرمایا کہ جماعتی ماحول میں اپنے بچوں کو لانا بھی بڑا ضروری ہے نئے آنے والے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ہمیں بھی پرانوں کو بھی ہر ایک احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی ماحول میں اگر بچوں کو رکھیں گے صحیح تربیت ہو سکے گی اور جہاں جب آپ اپنے نمونے دکھائیں گے صحیح تربیت ہو سکے گی۔ جو پریشانیاں یہ ایک نومبائعہ کہتی ہیں میری دور ہوئیں اور خوشیوں میں بدل گئیں اس لئے کہ عملاً اپنے آپ میں انہوں نے تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

س: کزوٹے شہر کانگو کے ایک مقامی احمدی دوست نے کیا خواب دیکھی اور وہ کیسے پوری ہوئی؟

ج: فرمایا! ہمارے ایک مربی سلسلہ لونگی سے لکھتے ہیں کہ لونگی ریجن میں پچھلے سال ایک گاؤں کے افراد کو دعوت الی اللہ کی جس کے نتیجے میں کچھ افراد نے جماعت احمدیہ کو قبول کرنا چاہا لیکن ایک مخالف کی باتوں کی وجہ سے اس گاؤں کے لوگوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ تو کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ سیرالیون پران کو بلایا گیا تو اس مخالف کو بھی جلسے میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ وہ جلسے کی کارروائی دیکھتے رہے۔ جلسے کے دوسرے دن رات کے وقت اپنے علاقے کے چند لوگوں کے ساتھ یہ مربی کے پاس آئے اور سب کی موجودگی میں کہنے لگے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سچی ہے اور اب میں کبھی بھی جماعت کی مخالفت نہیں کروں گا بلکہ ان لوگوں کو جو بیعت کرنا چاہتے ہیں کہوں گا کہ بیعت کر لیں۔

س: شہر یادگیر کے ایک ہندو نوجوان منجو ناتھ کیسے احمدی ہوئے؟

ج: فرمایا! شہر یادگیر کے ایک نوجوان منجو ناتھ جن کا تعلق ہندو مذہب سے تھا وہ بی ایس سی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے ان کے ساتھ ہی ہمارے ایک خادم بھی پڑھائی کر رہے تھے۔ ایک دن ان کو نوٹس لکھنے کے لئے نوٹ بک کی ضرورت پڑی تو انہوں نے ہمارے خادم کی نوٹ بک لے لی جس پر انسانیت زندہ باد اور محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں لکھا ہوا تھا۔ یہ پڑھ کر ان کے دل میں کافی اثر ہوا کہ اس زمانے میں جہاں اس قدر بدامنی پھیلی ہوئی ہے اس سے زیادہ پیارا پیغام دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس نعرے نے ان کے دل پر بہت پیارا اثر چھوڑا اور مزید معلومات کے لئے موصوف نے ہمارے خادم سے احمدیت کے بارے میں پوچھا ان کو جماعت کا لٹریچر مہیا کر دیا گیا۔ گہرے مطالعہ کے بعد ان کو اس بات کا علم ہوا کہ جماعت احمدیہ ایک منظم اور سچی جماعت ہے جو قیام امن کے لئے اور خدمت انسانیت کے لئے انتہا کی کوشش کر رہی ہے۔ جماعت کے بارے میں کافی کچھ جاننے کے بعد ان کے دل کو تسلی ہو گئی اور موصوف نے مارچ 2014ء میں بیعت کر لی۔

س: حضور انور کے خطبات کے نتیجے میں بوسنیا کی جماعت نے کیا عملی نمونہ دکھایا؟

ج: فرمایا! بوسنیا کے مربی لکھتے ہیں کہ ”گزشتہ سال آپ نے عملی اصلاح کے جو خطبات دیئے تھے ان کے نتیجے میں خصوصاً نماز فجر کی حاضری میں غیر متوقع طور پر افراد شامل ہو رہے ہیں جبکہ اس ملک میں برفباری کی وجہ سے کافی سردی بھی ہوتی ہے بعض لوگ نئے نئے احمدی بڑی بڑی دور سے

باقی صفحہ 7 پر

حضرت حاجی کریم بخش صاحب

حضرت مسیح موعود کے نام ایک خط ۔ ایک رؤیا

جو شخص حق کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کرتا ہے

حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بھی بے شمار لوگوں نے آپ کی صداقت کے متعلق رؤیا وکشوف دیکھے۔ ان میں سے ایک خط حضرت حاجی کریم بخش صاحب آف دوالمیال ضلع جہلم کا بھی ہے۔ جو بدر 20 فروری 1908ء میں شائع ہوا۔

بخدمت جناب مرشدنا ومولانا حضرت مسیح موعود
السلام علیکم ....

راقم عاجز موضع دوالمیال ضلع جہلم کا باشندہ ہے۔ ...... ہمارے گاؤں میں بہت مدت سے جناب کے دعویٰ کی نسبت بحث تکرار شروع ہے۔ راقم عاجز بھی اس بارے میں مولوی کرمداد اور حافظ شہباز صاحب احمدی سے جھگڑتا رہا...... چونکہ عاجز اکثر اوقات احمدی بھائیوں کی مجلس میں شریک ہوکر حضور کی تصانیف کو سنتا رہا۔ اس لئے خاکسار کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ **جھوٹے شخص کے کلام میں ایسی تاثیر نہیں ہوتی اور نہ جناب مولوی نورالدین صاحب جیسے متقی انسان کا جھوٹے شخص کے سلسلہ میں داخل ہونا ممکن ہے۔** مگر جب کتاب احوال الآخرت وغیرہ کو پڑھتا۔ تو شک پڑ جاتا۔ کہ مہدی تو عرب میں پیدا ہوگا۔ الغرض اسی حالت میں میں نے رات کو اُٹھ کر نماز تہجد میں دعائیں مانگنی شروع کیں کہ یا الٰہی تو بڑا ہی رحیم وکریم ہے اپنے فضل وکرم سے اس عاجز پر حق ظاہر فرما۔ اگر مرزا صاحب تیری طرف سے مامور ہوکر آئے ہیں۔ تو مجھ گناہ گار کو اپنے امام برحق کی بیعت میں شامل فرما۔ ایسا نہ ہو کہ میں تیرے فرستادہ کی مخالفت کرکے ہلاک ہوجاؤں جہاں تک ہوسکا میں نہایت عاجزی اور خشوع کے ساتھ سجدہ میں پڑ کر یہ دعا مانگتا رہا۔ جب اسی طرح کئی روز گزر چکے اور میرے دل کا قلق واضطراب بڑھتا گیا۔ تو آخر آج 2 فروری 1908ء کی رات کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری دعا قبول فرمائی اور خواب یعنی رؤیا کے ذریعہ سے حضور کی صداقت اس عاجز پر کھول گئی۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ میں نے ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں ملایا کہ

میں دیکھتا ہوں کہ چھوٹا سا تالاب ہے جو لبالب پانی سے بھرا ہے۔ میں نے اس میں بیٹھ کر وضو کیا۔ جب وضو کرکے اُٹھا تو جنوب کی طرف سفید رنگ کا بادل نظر آیا۔ میں اس خیال میں کہ مبادا اولے برسنے شروع ہوجائیں وہاں سے چل پڑا اور اپنے آپ کو ایسی سڑک پر پایا۔ جس کے دونوں طرف بید کے درخت ہیں۔ اور بہت ہی گھنے اور جھکے ہوئے ہیں اس سڑک کے ایک طرف میں اور دوسری طرف مولوی کرمداد صاحب اور حاجی غلام محمد احمدی جارہے ہیں اور سامنے ایک شہر کا دروازہ نظر آرہا ہے۔ اور سڑک کے درمیان اس دروازہ کی طرف سے بہت سی اونٹوں کی قطاریں نکل کر چل رہی ہیں جن پر سفید رنگ کی بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ مجھے کوئی چیز جو دکھائی نہیں دیتی سڑک پر چلنے سے روکتی اور پیچھے ہٹاتی ہے اور میں بڑی مشکل سے قدم اُٹھاتا ہوں جیسے کہ زور کے جھکڑ میں چلا نہیں جاتا۔ جب ہم دروازے کے قریب پہنچے تو حاجی غلام محمد بھی میری طرف آگیا اور ہم دونوں بڑے زور سے سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتے ہوئے دروازے سے شہر میں داخل ہوئے جس بازار میں ہم جارہے تھے اس کی دونوں طرف تین پائیاں ہیں اور ان کے اوپر بڑے خوش نما پھول رکھے ہیں۔ جہاں بازار ختم ہوا۔ وہاں ایک زرد رنگ کا اونچا مینار ہے۔ جس کے اوپر ہم نے چڑھنا ہے۔ جب میں مینار کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ تو دل میں سوچنے لگا کہ بغیر زینہ کے ہم کیونکر اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مینار کے ساتھ پاؤں رکھنے کی ایک جگہ بن گئی ہے میں نے اس میں اپنا پاؤں رکھا۔ پھر دوسرے پاؤں کے لئے اوپر جگہ بن گئی ہے میں نے اس میں اپنا پاؤں رکھا پھر دوسرے پاؤں کے لئے اوپر جگہ بن گئی۔ اسی طرح ادھر سے میں قدم اُٹھاتا اور اُدھر ساتھ ساتھ جگہ بنتی جاتی تھی۔ مولوی کرمداد صاحب بھی میرے ساتھ بغیر کسی سہارے کے ہوا میں چڑھتے گئے جن کو دیکھ کر میں حیران ہوا۔ جب ہم مینار کے اوپر پہنچے تو وہاں ایک مکان دکھائی دیا۔ جس میں حضور سوئے پڑے ہیں اور حاجی غلام محمد پاس کھڑا کہہ رہا ہے کہ او حضرت صاحب کو دھوپ آگئی اور اب تک کسی نے اُن کو جگایا نہیں۔ میں نے حاجی صاحب کو چڑھتا نہیں دیکھا کہ وہ آپ کے پاس کیونکر پہنچا اتنے میں حضور نے مولوی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مولوی جی کیوں اس غریب کو میرے لئے مار لائے یا مار کر لائے ان لفظوں میں مجھے شک ہے اس کے بعد میں نے آپ کے ہاتھ چومنے شروع کئے جن میں سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو آتی تھی بلکہ صبح کے وقت بیداری کی حالت میں یہی مجھے معلوم ہورہا تھا کہ وہ خوشبو آرہی ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میرے لئے دعا فرمائیں آپ دیر تک دعا مانگتے رہے اور حضور کے سر مبارک سے مثل شعاع آفتاب کے چمکارے نکلتے تھے بعد دعا کے آپ نے شمال کی طرف ہاتھ مبارک پھیلایا تو ادھر سے آواز آئی کہ اس شخص کے واسطے اور بھی دعا فرمایئے۔ آپ نے پھر دعا مانگی اور اپنے دونوں پاؤں مبارک میری جھولی میں دراز فرمائے ہیں۔ میں مٹھی بھرنے لگا اور مجھے جناب کے اقدام مثل روئی کے نرم معلوم ہوتے تھے۔ اسی حالت میں خاکسار بیدار ہوکر بیٹھ گیا......"

اس حالت کو دیکھ کر میرا دل کانپ گیا۔ میں اپنے کلمات ناروا اور الزامات بے جا کو یاد کرکے بہت ہی شرمندہ ہوں۔ اے خدا کے برگزیدہ رسول جو کچھ اس ناکارہ اور نالائق نے بوجہ غلطی کے حضور کے حق میں بے ہودہ گوئی کی ہے۔ معاف فرمادیں۔ اب میں سچے دل سے آپ پر ایمان لایا۔ میری بیعت منظور فرمائی جاوے اور پوری توجہ سے مجھ گناہ گار کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ میری طبیعت کو استقامت بخشے اور میں شکوک وشبہات سے محفوظ رہوں۔ میرے اس خط کو اخبار میں درج فرمایا جاوے۔ شاید کوئی سعید روح اس سے فائدہ حاصل کرے۔

الراقم

حاجی کریم بخش از دوالمیال ضلع جہلم

(اخبار بدر نمبر 7 جلد 7۔ 20 فروری 1908ء)

(مرسلہ: مکرم ریاض احمد ملک صاحب)

☆......☆......☆

ماخوذ

سائنسی ترقی میں مؤثر ایجاد — پہیہ

پہیہ وہ ایجاد ہے جس نے دنیا کو سب سے متاثر کیا۔ صنعتی انقلاب کے آغاز سے لے کر اب تک بننے والی کوئی مشین ایسی نہیں ہے جس میں وہ بنیادی اصول استعمال نہ ہوا ہو جسے انسان کی سب سے زیادہ اہم ایجاد کہا جاتا ہے۔ کسی ایسے میکنزم کا تصور بھی محال ہے جس میں پہیہ استعمال نہ ہوا ہو۔ یہ کسی مشین کا ایک ایسا متوازن جزو بھی ہوسکتا ہے جو ہمواری سے ایک محور پر گھومتا ہو۔ ایک چھوٹی سی کلائی کی گھڑی سے لے کر آٹوموبائل تک اور جیٹ انجن سے لے کر کمپیوٹر کی ڈسک ڈرائیو تک پہیے کے استعمال کا تصور یکساں اصولوں پر استوار ہوتا ہے۔

قدیم ترین ادوار میں مٹی کی تختیوں پر سے ملنے والے ڈایاگرامز کی بنیاد پر ہم پہیے کی تاریخ کا تعین کرسکتے ہیں۔ ابتدائی تہذیبوں کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ پہیہ سب سے پہلے ظروف سازی کے لئے استعمال ہوا اور قدیم تہذیبوں میں ظروف ساز ہی وہ لوگ تھے جو اس ٹیکنالوجی کو استعمال کررہے تھے۔ ظروف سازی کے حوالے سے 3500 سال قبل مسیح میں پہیہ استعمال ہونے کے شواہد ہمیں "میسوپوٹامیہ" اور "اُر" سے ملتے ہیں۔

ٹرانسپورٹیشن کے لئے پہیے کا استعمال بھی میسوپوٹامیہ کی تہذیب میں ابتدائی چھکڑوں کی صورت میں سامنے آتا ہے اور اس دور کے بارے میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ 3200 قبل مسیح کے لگ بھگ رہا ہوگا۔ پہیے کی تاریخ میں یہ بات غور طلب ہے کہ اسے ٹرانسپورٹیشن سے بھی پہلے انڈسٹریل اور مینوفیکچرنگ کی ضروریات کے لئے استعمال کیا گیا۔ جیسا کہ اوپر کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے اسے ظروف سازی کے لئے استعمال کیا گیا اور بعد ازاں اسے گاڑیوں میں استعمال کیا گیا۔

ابتدائی پہیہ نہایت بھدا اور بھاری بھرکم تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پہیے کے ڈیزائن میں تبدیلی آتی گئی اور اسے ہلکا اور تیز رفتار بنانے کے لئے کوششیں شروع ہوئیں۔ پہیے کی وہ شکل جس کے درمیان میں ایک ایکسل کو بیرونی رم کے ساتھ لکڑی کے ٹکڑوں کے ساتھ جوڑ کر اسے ہلکا بنایا گیا، مصر میں 2000 قبل مسیح میں تیار ہوئی۔ مصر میں جو گاڑیاں قدیم دور میں مال برداری اور انسانوں کے نقل وحمل کے لئے استعمال ہوتی تھیں ان میں اسی طرح کا پہیہ استعمال ہوا۔

یورپ میں پہیے کی تاریخ کے شواہد 1400 قبل مسیح سے ملتے ہیں اور اس میں مشرق وسطیٰ کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ چونکہ پہیے کا تصور نہایت ہی سادہ سا تھا اس لئے یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ یہ اس وقت تقریباً ہر تہذیب میں موجود رہا ہوگا جو ایک خاص درجے تک ترقی کی منازل طے کرچکی ہوگی۔ تاہم یہ بات بھی غور طلب ہے کہ انکا اور مایا جیسی بڑی تہذیبوں میں اس وقت بھی پہیے کا استعمال نظر نہیں آتا جب وہ دیگر حوالوں سے کافی ترقی کرچکی تھیں۔ دراصل مغربی نصف کرے میں پہیے کی موجودگی کے اثرات یورپینز کے ساتھ ان کے روابط سے پہلے دکھائی نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ یورپ میں بھی پہیہ کا استعمال انیسویں صدی کے آغاز سے تھوڑا عرصہ قبل شروع ہوا۔ تاہم صنعتی انقلاب آنے سے پہیے نے ٹیکنالوجی میں مرکزی اہمیت حاصل کرلی اور ہزاروں طریقوں سے بے شمار مشینوں میں استعمال ہونے لگا۔

☆......☆......☆

مکرم مرزا طلحہ احمد بشیر صاحب

میرے نانا محترم سید میر داؤد احمد صاحب

سیرت داؤد کی روشنی میں ایک خدا رسیدہ بزرگ کی باتیں

کہتے ہیں کہ خون کے رشتوں سے بڑھ کر کوئی رشتہ نہیں ہوتا مگر کیا خون کے ایسے رشتے، جن کو انسان نے کبھی دیکھا نہ ہو اور نہ ہی اس کے دل و دماغ میں ان کی شخصیت کا کوئی نقش ہو، سے بھی محبت کا مضبوط تعلق قائم کیا جاسکتا ہے؟ میری زندگی میں بھی ایک ایسا وجود ہے جو میرے نانا سید میر داؤد احمد صاحب کا ہے۔ میں ان سے کبھی نہیں ملا اور نہ میں نے ان کو کبھی دیکھا۔ وہ میری پیدائش سے بہت پہلے اپنے رب کو جا ملے۔ میرے گھر میں ان کا ذکر تو تھا مگر شاید اپنی کم علمی اور کم عقلی میں میں کبھی اپنے ذہن میں ان باتوں سے وہ مکمل نقشہ نہیں کھینچ پایا جو کسی بھی انسان کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

لہٰذا اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ میں نے اپنے نانا کی دلکش سیرت سے ناواقفیت میں ہی گزار دیا۔ لیکن جب میں نے زندگی وقف کی اور سلسلہ کے بہت سے پرانے بزرگوں سے ملاقات کا موقع ملا اور ایسے دوستوں سے میل جول ہوا جنہوں نے نانا کے ساتھ کام کیا ہوا تھا یا ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا اور اپنے تعارف میں یہ بتایا کہ میں سید میر داؤد احمد صاحب کا نواسہ ہوں تو ان کے چہروں کے تاثرات سے اور جس بشاشت سے وہ مجھ سے بعد از تعارف ملے میں سمجھ گیا کہ وہ شخص کوئی عام آدمی نہیں تھا بلکہ وہ اس دنیا میں اپنی محبت کے ایسے جال پھیلا کر رخصت ہوا ہے کہ آج ان کی وفات کے ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد بھی لوگ ان کی یادوں کو سجائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان بزرگوں کی اس خوشی کو دیکھ کر اکثر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی کہ میں بھی اس شخص کو جاننا چاہتا ہوں جس کا کہنے کو تو میرے سے خون کا رشتہ ہے مگر شاید میں ہی ان سے سب سے دور ہوں۔

اسی اثناء میں میری والدہ نے مجھے ایک کتاب دی جو میرے نانا کی سیرت پر جامعہ احمدیہ کی طرف سے بعنوان ''سیرت داؤد'' شائع کی گئی تھی۔ آپ کی اس کتاب کو مجھے دینے کی غرض غالباً یہی تھی کہ کیونکہ میں بھی اپنے نانا کی طرح واقف زندگی ہوں اس لئے ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھ کر جو اس کتاب کی زینت بن چکے تھے کچھ سیکھ پاؤں اور میں بھی اپنے نانا کی طرح خدمت دین کے جذبے کو انتہاء تک بڑھاتے ہوئے، اس کو خلافت کی محبت اور اطاعت سے سجاتے ہوئے خدا کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اپنی زندگی کو حقیقی معنوں میں خدا کے حضور پیش کر سکوں۔ شاید وہ یہ بھی چاہتی ہوں گی کہ میں ان کے بزرگ باپ کی تمام تر خوبیاں اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے انہی کا عکس بن جاؤں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

میں جوں جوں اس کتاب کو پڑھتا گیا میرے دل میں اس اَن دیکھے محبوب کی محبت جاگزیں ہوتی گئی۔ میں کتاب کے ہر ایک لفظ میں کھونے لگا اور خوشی کی لہر نے ایسا جوش مارا کہ میں اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کی تلاش کی طاقت ہی کھو بیٹھا۔ یہ خوشی اس لئے نہ تھی کہ میرا اس بزرگ ہستی سے کوئی خون کا تعلق ہے کیونکہ ان کی خوبیاں تو خدا کے فضل سے تھیں۔ بلکہ خوشی تو یہ تھی کہ ان واقعات کو پڑھ کر دل کو ایسی راحت ملتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اس دنیا میں آئے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی خاطر اپنے اعلیٰ اخلاق کے ذریعے اس دنیا کو مزید خوبصورت بنا کر رخصت ہوئے۔ آپ کی زندگی پر ہر ایک نگاہ ڈالنے والا یہ بتا سکتا ہے کہ آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کے مسیح اور مہدی اور ان سب کے بعد خلافت سے کس قدر عشق تھا۔ آپ کی یہ محبت محض دعویٰ نہیں بلکہ آپ کے ہر ایک عمل سے واضح ہوتی تھی۔

یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے مگر یہ بھی سچ ہے اور یہ دیکھ کر دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ اس نے خلافت کو ایسے درویش بھی عطا کئے ہیں جن کے دل خلافت کی محبت سے لبریز ہیں اور ان کا اٹھنا بیٹھنا خلیفہ وقت کے حکم اور خواہش پر ہے۔ میرے نانا بھی ایک ایسی ہی شخصیت کے مالک تھے۔ الحمدللہ۔ آپ کو خلافت سے ایسا عشق تھا جو بڑھتے بڑھتے اس مقام تک پہنچ گیا کہ پھر آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خلیفہ وقت کی خدمت میں صرف ہونے لگا۔ نانا کی خلافت سے اس محبت کی ایک جھلک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے اس اقتباس میں نظر آتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''حضرت مصلح موعود کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ جوں جوں حضور ذمہ داریاں زیادہ ڈالتے گئے، میر صاحب کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور وہ عشق کی حد تک حضور سے محبت کرنے لگے۔ حضور کی آخری علالت میں ہم بچوں کو زیادہ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ ہر وقت حضور کی خدمت میں مشغول رہتے''۔

(سیرت داؤد، صفحہ 164)

ایک اور جھلک حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ حرم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے بیان میں نظر آتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں:۔

''سید داؤد احمد نے حضور کی خدمت کئی سال کی۔ نہ دن دیکھا، نہ رات۔ ہر وقت حضور کی خدمت میں حاضر رہے۔ ایک دفعہ رات کے دو بجے سخت زلزلہ آیا۔ داؤد احمد نے اپنے بیوی بچوں کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ نہ کپڑے بدلے اور شیر کی طرح دوڑتے ہوئے حضور کے گھر حضور کی خدمت میں پہنچ گئے''۔

(سیرت داؤد، صفحہ 165)

غرض کہ ہر وقت خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت اور خدمت کے جذبے نے باقی تمام معاملات پر فوقیت رکھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس محبت اور جذبے کو دیکھتے ہوئے اپنے خاص فضل سے آپ کو انتہائی اعلیٰ خوبیوں کا مالک بنا دیا۔ میں آپ کی شخصیت کی خوبصورتی کو الفاظ میں سمیٹنے کی طاقت تو نہیں رکھتا مگر یہ سچ ہے کہ آپ کی زندگی کی سوانح کو پڑھ کر رشک آتا ہے کہ کاش میں بھی اپنی زندگی اس طرز پر گزاروں جس طرح کہ آپ نے گزاری۔ کاش میں بھی دین کی ایسی خدمت کروں جیسا کہ آپ نے کی۔

یوں تو اس کتاب کے ہر ایک لفظ نے میرے دل پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے مگر بعض حصوں نے آپ کی شخصیت کا بہت ہی پیارا نقشہ کھینچا ہے جیسا کہ محترم پروفیسر نصیر خان صاحب آپ کی وفات کے موقع پر آپ کی سیرت کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں:۔

''چاق و چوبند، خدمت دین پر کمر بستہ، نیکی کو سنوار کر ادا کرنے والے اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرنے والے، قافلوں کے سالار، درویشوں کے خدمت گزار، نیک اطوار، تقویٰ شعار، خوبصورت، خوب سیرت سید داؤد احمد صاحب مرحوم و مغفور آخر اللہ کو پیارے ہوئے۔ وہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق سمجھنے اور کہنے والے تھے۔ ان کی نیکی کا تصور مثبت تھا۔ اللہ سے ان کی صلح اور شیطان سے ان کی جنگ تھی۔ سب کہتے ہیں کہ وہ بہت اچھے منتظم تھے، میں یہ تو نہیں کہتا کہ لوگ غلط کہتے ہیں مگر یہ ضرور کہوں گا کہ کم کہتے ہیں۔ حسن نیت کے بغیر حسنِ انتظام کہاں ممکن ہے۔ وہ اچھے منتظم سے زیادہ، کہیں زیادہ اچھے انسان تھے۔ خوش خلق، ہمدرد، غمگسار و دوست نواز، ان کا سلیقہ، ان کا رکھ رکھاؤ، ان کی سوجھ بوجھ، ان کا تصور حسن، زندگی سے ان کی محبت کے آئینہ دار ہیں۔ مگر جب زندگی سے منہ موڑا تو مڑ کر نہ دیکھا۔ اور جو حصہ قسام ازل نے ان کے لئے مقرر کر چھوڑا تھا، اسی کو کافی سمجھا۔ ایسے قانع، ایسے بہادر، ایسے نڈر کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ گوشت پوست کے چلتے پھرتے، کھاتے پیتے انسان تھے۔ ہنسنے ہنسانے والے، اچھی بات پر خوش ہونے والے اور بری بات سے بیزاری کا اظہار کرنے والے، مکروہ کو دیکھ کر کراہت کرنے والے اور نجس پر نفرین کرنے والے۔ موجودہ دور کے اخلاقی کوڑھ یعنی منافقت سے ان کا دامن پاک تھا۔ اگر وہ خوش تھے تو خوش تھے اور ناراض تھے تو ناراض۔ انہوں نے ریاء کے بدلے صدق اور منافقت کے بدلے خلوص کو اختیار کیا۔ خوب کیا۔ خوب کیا۔ ساری عمر دوستوں سے وفا کی، محبت کی، ان کی دلداری و غمگساری کی۔ مگر آخر میں اپنی جواناں مرگ سے دوستوں کے دل کا چین چھین لے گئے۔ واہ میر صاحب! ایسا چرکا، ایسا گھاؤ!'' (سیرت داؤد، صفحہ 141)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل سے نانا کی تمام خوبیاں ان کی اولاد میں پیدا کردے۔ وہ محبت جو خلافت کے لئے ان کے دل میں تھی وہ عشق ہم میں بھی پیدا کردے۔ جو جوش خدمت دین کا ان میں تھا وہ تپش ہم میں بھی نظر آئے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

☆.................☆.................☆

بقیہ از صفحہ 5: شذرات

ہے۔ قانون کی دھجیاں بکھری پڑی ہیں، ہر طرف لوٹ مار، فساد، جھلاؤ گھیراؤ، خودکش بمبار، دہشتگردی قبیلوں اور مسلکوں کی لڑائی جاری ہے۔ حالی نے جس غیر متمدن، وحشی، جنگجو عرب قوم کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس کی حالت تعلیمات نبوی کی بدولت بالکل بدل گئی۔ صحرائے عرب کے بدو آج تیل کی بدولت امریکا کی آنکھ کا تارا ہیں، لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ قانون کے نفاذ اور پاسداری کی بدولت عرب دنیا ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ انہوں نے ''صفائی نصف ایمان ہے'' کو اپنا موٹو بنا لیا ہے۔ اسی لئے وہاں ہر طرف صفائی ستھرائی آپ کا خیر مقدم کرے گی۔ شہر کی خوبصورتی متاثر نہ ہو، اس مقصد کے لئے اپارٹمنٹ کی گیلری میں رسیوں پر کپڑے سکھانے تک کی پابندی ہے۔ عرب حکمران اپنے پولیس افسران کو قانون پر عمل درآمد کرنے پر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اس معاملے میں پاکستان کا جائزہ لیا جائے تو وہی صورت نظر آتی ہے جو اسلام سے پہلے کی ہے اور جس کا تفصیلی ذکر حالی نے اپنی مسدس میں جا بجا کیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 30 دسمبر 2014ء)

☆.................☆.................☆

مرسلہ: مکرم شاہد احمد چیمہ صاحب

شذرات۔ اخبارات ورسائل کے مفید اقتباسات

مہدی کا انتظار

اوریا مقبول جان لکھتے ہیں۔

اقبال نے کہا تھا۔

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روح شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

روح شرق جس بدن کی تلاش میں ہے۔ وہ اتاترک کا نعم البدل نہیں بلکہ وہ امام مہدی ہے جو اس امت کو ایک بار پھر متحد کرے گا جس کے بارے میں اس امت کا ہر مسلک متفق ہے۔ جس کے بارے میں میرے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرے گا اور کوئی جھونپڑی ایسی نہ ہوگی جس میں اسلام داخل نہ ہو جائے (مفہوم حدیث) اس امت کو کسی اتاترک کی نہیں اسی مہدی کا انتظار ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 27 فروری 2015ء)

اخلاقی زوال

مفتی منیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔

نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم بحیثیت قوم و معاشرہ اخلاقی زوال کا شکار ہیں۔ کسی بھی معاشرے یا قوم میں سیادت وقیادت کے منصب پر فائز ہونے والے رول ماڈل، نمونہ، اسوہ اور قدوہ (Ideal Model) ہوتے ہیں اور ان کی طرف سے قائم کی جانے والی اور پیش کی جانے والی اخلاقی قدروں کی معاشرے کے افراد تقلید کرتے ہیں۔ ہمارے دینی معیارات کے مطابق اہل مغرب بہت سی اخلاقی وتہذیبی قدروں کو ترک کر چکے ہیں اور وہاں اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا، لیکن مجموعی تہذیبی و اخلاقی تنزل کے باوجود وہ اپنے حکمرانوں کو آئیڈیل دیکھنا چاہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہاں سیاسی اور حکومتی مناصب پر فائز اعلیٰ عہدیداروں کی اگر ٹیکس چوری، بیوی سے بے وفائی، خفیہ معاشقے یا بدکرداری ثابت ہو جائے، تو پورا میڈیا ان کے دَرپے ہو جاتا ہے اور انہیں اقتدار سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے، عام لوگوں کیلئے جو باتیں قابل گرفت اور قابل نفرت سمجھی جاتی ہیں، اہل اقتدار اور بااثر طبقات کے لئے ان اقدار وقوانین کو توڑنا ان کا استحقاق اور وجہ تفاخر سمجھا جاتا ہے اور اس پر انہیں کوئی ندامت یا شرمساری ہرگز نہیں ہوتی۔

(روزنامہ دنیا 13 فروری 2015ء)

عزائم اور طرز عمل

حسن نثار اپنے کالم میں لکھتے ہیں۔

ہم اندھوں سے پوچھتے ہیں۔

لنگڑوں کے کندھوں پر سوار ہو کر ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

ہم بیک وقت بھیک مانگنا اور کشکول چھپانا چاہتے ہیں۔

ہم وحشی وائی کنگز سے قانون کی حکمرانی چاہتے ہیں۔

ہم بردہ فروشوں سے اپنے بچوں کی رکھوالی مانگتے ہیں۔

ہم نے مردار خور گدھوں کو ''شاہین'' سمجھ رکھا ہے۔

ہم نے اپنی بقا بنارسی ٹھگوں کو سونپ دی ہے۔

ہم نے زخموں کے علاج کے لئے کوے اور کیڑے پال رکھے ہیں۔

ہم تبدیلی کیلئے زلزلہ اور زرخیزی کے لئے سیلاب بند کرتے ہیں۔

ہم دھوئیں سے بچنے کے لئے آگ میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

ہم گھروں کی بنیادیں نمک کے ڈلوں سے تیار کرتے ہیں۔

ہمیں دست قاتل پر بوسے دینے کی بیماری ہے۔

ہم بونوں کے بل بوتے پر آسمان چھونا چاہتے ہیں۔

ہم کھوپڑیوں کی بجائے معدوں میں دماغ ڈھونڈتے ہیں۔ ہمارا بارود گیلا، تلواریں زنگ آلود، ڈھالیں لکڑی کی ہیں۔

ہم سانپوں کی رسی سے کمند بنا کر قلعہ فتح کرنا چاہتے ہیں۔ گدھوں پر بیٹھ کر ڈربی نہیں جیتی جا سکتی۔

ہم شبنم سے صحرا سیراب کرنے کے جنون میں مبتلا ہیں۔

ہم جس سوراخ سے ڈسے جاتے ہیں، اسی پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

کہنے تو ریڈ انڈینز بھی زندہ ہیں۔

میں مرض بھی خود، مردہ بھی خود، گورکن بھی خود، قبر بھی خود اور ماتم کناں بھی خود۔

کیا مسلسل زوال، ہزیمت، رسوائی، پسپائی، جگ ہنسائی ہی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ ہم بھیانک غلطیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں، ہماری سوچ ناقص اور اعمال اس سے بھی گئے گزرے ہیں۔ امام برحق حاضر وموجود پر لعنت بھیجتا ہے۔

عالم بغیر عمل کے درخت بغیر پھل، پھول اور سائے کے' توپ بغیر گولے کے، جمہوریت بغیر جمہور کے، قانون بغیر عمل درآمد کے، کنواں بغیر پانی کے، انسان بغیر نظم وضبط کے، معاشرہ بغیر انصاف کے، حکومت بغیر رٹ کے، ملک بغیر خودمختاری کے، حکمران بغیر ساکھ کے......سب راکھ کا ڈھیر ہے۔

(جنگ 25 فروری 2015ء)

احترام سب کے لئے

ڈاکٹر حسین احمد پراچہ لکھتے ہیں۔

امریکہ ویورپ میں بسنے والے مسلمان حکمت ودانش سے مغرب کے متعصب ذہن رکھنے والے لوگوں کو تہذیبوں کے تصادم سے اجتناب کرنے کا پیغام دیتے رہتے ہیں۔ مجھے کل ہی امریکہ سے یہ اطلاع ملی جو میں اپنے قارئین سے فوری طور پر شیئر کر رہا ہوں کہ اسلامک کونسل آف نارتھ امریکا ایک پروگرام کا آغاز کرنے والی ہے جس کا سلوگن ہے ''سب کے لئے احترام'' وہ اس پروگرام کے تحت ایک سال کے لئے بین المذاہب مکالمات کو فروغ دے گی اور تمام ادیان کے نام لیواؤں حتیٰ کہ ''لامذہب'' لوگوں سے بھی مطالبہ کرے گی کہ جس طرح وہ روزمرہ زندگی میں بات بات پر'' معاف کیجئے'' اگر آپ برا محسوس نہ کریں تو میں عرض کروں جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں اسی طرح دوسروں کے دینی وروحانی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائیں اور ہر مذہب کی واجب الاحترام شخصیات کے احترام وتقدس کو یقینی بنائیں۔ اسلامی کونسل آف نارتھ امریکہ نہ صرف امریکہ میں بلکہ یورپ میں بھی رحمت للعالمینؐ کی سیرت طیبہ سے لوگوں کو روشناس کرائے گی اور آپؐ کے پیغام رحمت کو عام کرے گی۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی مشرق یا مغرب میں کسی غیر مسلم نے تعصّبات کی عینک اتار کر نبی رحمت ﷺ کی شخصیت کا مطالعہ کیا تو وہ ان کا گرویدہ بن گیا۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ میں صرف تین مثالیں پیش کروں گا۔ 18ویں صدی کے تھامس کارلائل نے تعصّبات سے آزاد ہو کر لندن میں لیکچرز دیتے ہوئے محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام انبیاء کا سردار قرار دیا۔ پھر 20ویں صدی میں مائیکل ہارٹ نے سو عظیم آدمی کے عنوان سے کتاب مرتب کی تو اس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو 100 بڑے آدمیوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر رکھا اور آج 21ویں صدی کا ممتاز سکھ شاعر مہندر سنگھ بیدی جب دل کی بات زبان پر لے آتا ہے تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ہم کسی دین سے ہوں قائل کردار تو ہیں
ہم ثناء خوان شہہ حیدر کرار تو ہیں
نام لیوا ہیں محمدؐ کے پرستار تو ہیں
یعنی مجبور پئے احمدؐ مختار تو ہیں
عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

(جنگ 22 جنوری 2015ء)

ایک احمدی استاد کی یادیں

جناب سردار احمد چوہدری صاحب سابق پولیس افسر اپنے سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ کی یادوں میں لکھتے ہیں۔

مثالی استاد......شیخ غلام قادر

سکول کا ماحول شر پسند عناصر کو اپنا کھیل کھیلنے کی اجازت نہ دیتا۔ 1953ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک کے دوران ایک طالب علم نے غالبًا کسی بیرونی آدمی کی شہ پر یہ افواہ پھیلانے کی کوشش کی کہ ہمارا ہیڈ ماسٹر قادیانی ہے۔ سکول کے ہر آدمی نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور شرارت کامیاب نہ ہو سکی۔ ہمارے ایک مثالی استاد شیخ غلام قادر تھے جو ہمیں انگریزی پڑھاتے۔ وہ چھٹی کے بعد بھی ہمیں روک لیتے۔ وہ منتخب طلبہ کو اینگلو ورنیکلر فائنل امتحان کی تیاری کراتے تاکہ وظیفہ کے امتحان میں کامیاب ہو کر سکول کا نام روشن کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے وہ چھٹیوں کے دوران بھی ہمیں اپنے گھر پڑھاتے تھے۔ ٹیوشن فیس لینے کی بجائے وہ ہمیں کھانا بھی کھلاتے۔

ماسٹر غلام قادر بڑے فرض شناس اور مخلص تھے۔ ایک صبح ہم پڑھنے کے لئے ان کے گھر پہنچے، تو یہ جان کر بے حد دکھ ہوا کہ ان کی صاحبزادی فوت ہو گئی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ کم از کم آج پڑھائی نہیں ہو گی اور ماسٹر صاحب چھٹی کریں گے۔ لیکن ہماری سوچ غلط نکلی۔ وہ قبرستان سے واپس آ کر حسب معمول ہمیں پڑھانے لگے اور اپنے اوپر گزرنے والی قیامت کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

(اردو ڈائجسٹ جنوری 2015ء صفحہ 125)

آج بھی وہی حال ہے

رئیس فاطمہ تحریر کرتی ہیں۔

''مسدس مدوجزر''، ''اسلام'' حیات جاوید میں ''یادگار غالب'' ''حیات سعدی'' اور'' مقدمہ شعرو شاعری'' کے خالق مولانا الطاف حسین حالی جن کا شمار اردو کے عناصر خمسہ میں ہوتا ہے۔ ان کی وفات کو ستمبر 2014ء میں پورے سو سال ہو گئے۔ لیکن ان کے اشعار اور بالخصوص'' مسدس حالی'' کے بیشتر اشعار دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ سو سال پہلے کی شاعری ہے۔ شاید اس لئے کہ ہم من الحیث القوم تحقیقی، علمی اور تہذیبی لحاظ سے پیچھے کی طرف پلٹ رہے ہیں۔ جو صورتحال مولانا نے مسلمانوں کی مسدس میں کھینچی ہے۔ وہی صورت آج بھی برقرار ہے۔

ذرا یہ اشعار دیکھئے: ؎

قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

کیا یہ آج کی صورتحال نہیں ہے۔ بتوں کی جگہ مذہب کے ٹھیکیداروں اور لیڈروں نے لے لی

باقی صفحہ 4 پر

ن۔منور

میرے سسر محترم احمد سعید صاحب کا ذکر خیر

میرے سسر محترم احمد سعید صاحب آف واپڈا ٹاؤن لاہور ایک نہایت فرشتہ سیرت، جفاکش، پُرخلوص، دعاگو اور دردمند دل رکھنے والے انسان تھے۔ آپ محترم فضل الرحمان بسمل صاحب سابق امیر جماعت بھیرہ کے بیٹے تھے۔ 2003ء میں جب میری شادی ہوئی تو حلقہ واپڈا ٹاؤن میں اپنے مکان میں مقیم تھے اور حلقے کے سیکرٹری وصایا کے ساتھ ساتھ نماز سینٹر میں امام الصلوٰۃ کی خدمات سرانجام دیتے تھے۔ 2003ء سے تادم آخر میں نے ان کو باعمل مرد مومن کے طور پہ دیکھا۔ نماز و روزہ کے پابند تھے۔ ادائیگی نماز میں خودسپردگی کا انداز نمایاں ہوتا تھا۔ اپنے گھر کے افراد خاص کر بچوں کو نماز کے وقت ضرور اپنے ساتھ جماعت کے لئے بلاتے۔ عشاء کی نماز سینٹر میں پڑھانے جاتے اور وقت سے پہلے تیار ہو کر پہنچتے۔ اپنی آخری بیماری کے دوران راولپنڈی میں ہمارے گھر میں بھی اسی محبت اور نرمی کے ساتھ نماز مغرب اور نماز جمعہ کا اہتمام کروا لیتے۔ دوران نماز بچوں کی شرارتوں کو محبت کے ساتھ برداشت کرتے اور باجماعت نماز کے آداب سکھاتے۔

ان کا انداز گفتگو شائستگی اور شیرینی لئے ہوتا، چھوٹا ہو یا بڑا ہمیشہ عزت و اکرام کے ساتھ مخاطب ہوتے۔ کبھی خالی نام لے کر نہ بلاتے ہمیشہ ساتھ بیٹا یا بیٹی کہہ کر بات کرتے۔ غیر موجود شخص کا ذکر بھی ہوتا تو آداب ملحوظ رکھتے۔ حتیٰ کہ ڈائری میں بھی مناسب الفاظ صاحب، صاحبہ، عزیزم، محترم وغیرہ کے الفاظ درج کرتے۔

کاغذ اور قلم کا استعمال ان کی شخصیت کا ایک منفرد جز تھا۔ سرکاری معاملات کے سلسلے میں عرضی لکھنی ہوتی، عزیز و اقارب کے ساتھ خط و کتابت ہوتی یا روزمرہ کے معاملات میں بچوں کو کوئی ہدایت دینی ہوتی، کاغذ کی کٹی ہوئی خوبصورت پرچی پہلے سے تیار رکھتے جس پر ہدایات درج ہوتیں اور زبانی بتاتے ہوئے ساتھ ہی پرچی بھی سامنے رکھ دیتے۔ ان کی لکھائی انتہائی نفیس اور خوبصورت تھی اور اسی دل نشین خوشخط میں باقاعدگی سے ڈائری بھی لکھتے تھے۔ اس میں روزانہ کے چیدہ چیدہ امور، طے شدہ معاملات یا اہم خبر لکھتے۔ کبھی کبھار اخبار کی کٹنگ بھی ساتھ لف کرتے۔

آپ علم کے بہت قدر دان تھے اور اس کو ایک دولت گردانتے تھے۔ اپنے پوتوں ولید احمد اور علیم احمد کو پڑھتے دیکھتے تو بہت دعائیں کرتے، خوش ہوتے، ان کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے۔ ان کے لئے کوئی چھوٹا اور آسان مضمون ڈھونڈ کر رکھتے اور مناسب موقع پر ان کو پڑھنے کو کہتے۔ جب میرے شوہر احمد نعیم اختر صاحب کا داخلہ پی ایچ ڈی میں ہوا تو بہت خوش ہوئے اور کافی دیر تک دعائیں کرتے رہے۔ اس کے بعد بھی ہمیشہ بااقبال اور بامراد ہونے کی دعا کرتے رہے۔

آپ بہت شفیق سسر تھے۔ میرے ساتھ ہمیشہ شفقت اور محبت کا سلوک رکھا۔ دعاؤں کی طرف نرمی کے ساتھ رغبت دلاتے رہتے تھے۔ ان کا نہایت شیریں اور پُرخلوص طریقہ نصیحت دل پر فوراً اثر انداز ہوتا تھا۔ میرے والدین بہن بھائیوں اور دوسرے عزیزوں کا ہمیشہ حال احوال پوچھتے۔ میں نے ان سے بچوں کی تربیت کے سنہری اصول سیکھے۔ اس سلسلے میں دعائیں خود بھی کرتے اور مجھے بھی یاددہانی کرواتے۔ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے مگر اس کا بے جا اظہار نہ کرتے، ان پر سختی کے حق میں نہ تھے مگر اس کا بھی اظہار نہیں کیا۔ تربیت اولاد کے سلسلہ میں خاص طور پر حوصلہ مند اور پرحکمت انداز کے مالک تھے۔ دانشمندی کے ساتھ بچوں کی طبیعت کو پرکھتے ہوئے ان سے معاملہ کرتے۔ پوتوں یا نواسوں میں سے اگر کوئی بضد ہوتا تو بہت حکمت کے ساتھ ان کا دھیان کسی اور طرف ڈال دیتے۔ بچوں کی عزت کرتے اور ان سے اپنی عزت کرواتے مگر پیار کے ساتھ۔ ان کو لطیفے اور چھوٹے سبق آموز واقعات سناتے۔ حضرت مسیح موعود کے اشعار بچوں کو ترنم کے ساتھ سناتے بھی اور بچوں سے بھی سنتے۔ بچوں کی خوراک کا بھی خیال رہتا۔ روزانہ موسمی پھل ضرور لاتے اور تھوڑا تھوڑا سب کو دینے کو کہتے۔ خود بھی آم اور خربوزہ بہت پسند تھا۔ جب چھوٹے پوتے علیم احمد کی پسند کا بھی علم ہوا تو اس کے بعد سے ہمیشہ اس کے لیے حصہ اپنے حصے میں سے رکھتے۔

آپ نفاست پسند اور حسن مزاح رکھنے والے تھے۔ ہر محفل میں اچھی اور پُراثر بات کرتے۔ ان کی گفتگو میں خودنمائی کا اثر بالکل نہ تھا۔ اس کے برعکس بہت انکساری تھی۔ شخصیت کے اسی حسن کی وجہ سے محفل میں رونق انہی کے دم سے ہوتی اور تمام تر توجہ خود بخود آپ کی ذات پر مرکوز ہو جاتی۔ موقع محل کی مناسبت سے اشعار، چٹکلے، مثالیں اور دعائیں بتاتے۔ عزیزوں رشتہ داروں سب کو ہمیشہ اچھا اور کھرا مشورہ دیتے۔ آپ مصالحت پسند تھے۔ لڑائی، جھگڑے سے بچنے کی کوشش کرتے، اس کے لئے اپنا حق چھوڑنا پڑتا تو چھوڑ دیتے۔ ہمیں بھی اس میدان میں صبر کی تلقین کرتے۔ اس سب کے ساتھ ساتھ مسلط شدہ مسائل و مصائب کا ڈٹ کر دلجمعی سے مقابلہ کرتے۔ اپنے سب جاننے والوں میں ہر دل عزیز تھے اور نئے جاننے والوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیتے، نافع الناس وجود تھے۔

آپ کسی چیز کا ضیاع نہیں کرتے تھے میں نے ہمیشہ ان کو چھوٹی چھوٹی اشیاء سنبھالتے ہوئے دیکھا۔ بجلی اور پانی کی بچت پر توجہ دیتے۔ خود فالتو بتیاں بجھا دیتے۔ اس میدان میں بھی عملی نمونہ دکھاتے۔ کبھی گھر والوں کو لمبی وعظ و نصیحت نہ کرتے بلکہ میدان عمل کے سرگرم سپاہی تھے۔ مرمت طلب چیزوں کی طرف دھیان ہوتا تھا یا تو خاموشی کے ساتھ ان کو خود ٹھیک کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح وقت کی بھی قدر کرتے تھے۔ جب بھی کہیں جانا ہوتا تو وقت سے پہلے تیار ہوتے تھے۔ کبھی کسی کو انتظار نہ کرواتے۔ بلکہ اگر خود انتظار کرنا پڑتا تو زبان سے شکوہ نہ کرتے۔

میرے محترم سسر کی شخصیت دینی تعلیمات کی عملی تصویر تھی۔ خالی نصائح اور تنقید کے بجائے عملی تاکید کرتے۔ دعاؤں کا ایک بارونق خزانہ تھے۔ دو سال کی علالت کے بعد 28/اکتوبر 2013ء کو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چل کر سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کن پیڑے (Mumps) کیا ہیں

کن پیڑے ایک شدید اور اچانک لگنے والا مرض ہے جس کا باعث ایک وائرس ہوتا ہے جسے پیرامائکسو وائرس کہتے ہیں۔ یہ کان کے پاس واقع لعابی غدودوں پر سوجن کا باعث بنتا ہے، یہ غدود تھوک تیار کرتے ہیں۔ یہ کان کے سامنے اور نیچے اور نچلے جبڑے کے پاس واقع ہوتے ہیں۔

وبائی مرض

کن پیڑے ایک وبائی یا چھوت کا مرض ہے جو ہوا کے ذریعے ایک شخص سے دوسرے شخص میں کھانسنے، چھینکنے یا چھونے سے پھیل جاتا ہے۔ ایک بچہ اس وائرس کا شکار ہو سکتا ہے اگر وہ کسی ایسی ڈھانپی ہوئی جگہ کو بھی ہاتھ لگا دے جہاں مریض کے متاثرہ قطرے ہوں یا وہ مریض کی آنکھیں، منہ، یا چہرے کو چھو لے۔

کن پیڑے لعابی غدودوں کے سوجن شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے سے لے کر ان کے سوجنے کے شروع ہونے کے 5 دن بعد تک بہت زیادہ وبائی ہوتے ہیں۔ اگر آپ کا بچہ اس مرض کا شکار ہوتا ہے تو اسے الگ تھلگ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیر خوار اور چھوٹے بچوں کو احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے جن کے حفاظتی ٹیکے ابھی پورے نہیں ہوئے۔

کن پیڑوں میں مبتلا ہر 5 میں سے 1 بچے میں اس کی کوئی علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ تین میں سے 1 بچے میں کسی قسم کی کوئی سوجن ظاہر نہیں ہوتی۔

علامات

☆ منہ میں واقع تھوک بنانے والے غدود میں سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ میں سوجن۔

☆ کان اور جبڑے کے قریب واقع کسی ایک یا دونوں لعابی غدود میں سوجن۔

☆ نظام تنفس سے متعلقہ علامات، جیسے کھانسی یا ناک بہنا۔

☆ غیر مخصوص علامات جیسے سر درد، بے چینی، اور ہلکے درجے کا بخار

☆ کسی سوجن کے بغیر پھیپھڑوں کی انفیکشن۔

پیچیدگیاں

کن پیڑے عام طور پر بچوں میں ہلکے درجے کے ہوتے ہے۔ بالغوں میں اس کی علامات شدید اور زیادہ پیچیدہ ہوتی ہیں، لیکن اس کے باوجود بچوں میں پھر بھی پیچیدہ اثرات رونما ہو سکتے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

☆ ان میں سے ایک پیچیدگی مرد کے تناسلی غدود کی سوزش ہے۔ اس میں درد، سوجن، متلی، قے اور بخار شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ درد کئی ہفتوں تک جاری رہ سکتا ہے۔

☆ کچھ بچوں اور بالغوں کے جوڑوں، تھائیرائڈ گلینڈز، چھاتی، دماغ، یا گردوں میں سوزش رونما ہو سکتی ہے۔

☆ کن پیڑے دماغ کے مرکزی اعصابی نظام کو نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتے ہیں۔ کن پیڑوں میں مبتلا بچوں میں بہرہ پن بھی شامل ہو سکتا ہے۔

☆ ایسے بچے جنہیں ایم ایم آر ویکسین کا حفاظتی ٹیکا نہیں لگوایا گیا اُنہیں کن پیڑوں کے مرض میں مبتلا ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

☆ اپنے بچے کے جسم کو پانی کی کمی سے بچانے کے لئے اُسے پانی یا دیگر مائعات تھوڑی تھوڑی دیر بعد پینے کے لئے دیں۔

☆ اپنے بچے کو زیادہ سے زیادہ آرام کروائیں اور الگ تھلگ رکھیں۔

☆ بچے کا باقاعدگی سے معائنہ کرنے والے ڈاکٹر سے رابطہ کریں اگر آپ کے بچے کا بخار 3 دن سے زیادہ تک رہتا ہے۔

☆ کن پیڑوں کو حفاظتی ٹیکوں کے ذریعے روکا جا سکتا ہے۔

☆ آپ کے بچے کو میزلز۔ ممپس۔ روبیلا (ایم ایم آر) ویکسین کی دو حفاظتی ٹیکے لگنے چاہئیں۔

اہم نکات

کن پیڑے کے مرض کا ایک ایسا وائرس ہے جو وبائی مرض ہے جو کہ بچوں میں زیادہ سخت نہیں ہوتا۔ چونکہ کن پیڑے وبائی مرض ہے، اس لئے اپنے بچے کو دوسروں سے الگ رکھیں۔

(www.aboutkidshealth.ca)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

❁ مکرم ثناء اللہ خالد صاحب معلم سلسلہ چک نمبر 172 ٹی ڈی اے ضلع لیہ تحریر کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ چک نمبر 172 ٹی ڈی اے ضلع لیہ کے تین بچے راشدہ بی بی بنت مکرم مقبول حسین صاحب اریبہ اکرم بنت مکرم محمد اکرم صاحب اور محمد آصف ابن محمد اسلم شاد صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کی توفیق خاکسار کو حاصل ہوئی۔ تینوں بچوں کی تقریب آمین مورخہ 12 اپریل 2015ء کو بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ مکرم مبشر احمد رند صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید نے تینوں بچوں سے قرآن کریم کے کچھ حصے سنے اور قرآن کریم کے حوالہ سے نصائح کیں۔ آخر پر مربی صاحب ضلع لیہ نے دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کے دلوں کو قرآن کریم سے منور کر دے اور تلاوت کا صحیح حق ادا کرنے والے ہوں۔ آمین

تقریب آمین

❁ مکرم نصیر احمد کھرل صاحب مربی ضلع بدین تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بیٹے عفان احمد کھرل نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ عزیزم کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار اور عزیزم کی والدہ محترمہ شازیہ ارم صاحبہ کو ملی۔ موصوف کی آمین کی تقریب مورخہ 3 مئی 2015ء کو بعد نماز مغرب وعشاء بیت الحمد بدین میں منعقد ہوئی۔ محترم مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر دعوت الی اللہ نے عزیزم سے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور قرآنی انوار و برکات سے منور فرمائے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

تقریب آمین

❁ مکرم عطاء الحمید ہمایوں صاحب اکاؤنٹنٹ شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھانجے عزیزم سفیر احمد طاہر ولد مکرم تنویر احمد شاہد صاحب دارالیمن وسطی سلام ربوہ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اس کو نیک راہوں پر چلائے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁ نیز خاکسار کے والد مکرم محمد اشرف ابن مکرم لال دین صاحب دارالعلوم شرقی نور ربوہ شوگر، بلڈ پریشر اور گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں ڈائیلسز ہو رہے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے فضل و رحمت سے ان کو صحت و سلامتی والی زندگی عطا کرے۔ آمین

فری کوچنگ کلاس

❁ گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں میٹرک کے امتحان سے فارغ ہونے والی طالبات کی سہولت کے لئے فری کوچنگ کلاسز کا آغاز ہو رہا ہے۔ مورخہ 13 مئی تک رجسٹریشن فارمز کالج ہذا کے دفتر سے حاصل کریں۔ کلاسز کا باقاعدہ آغاز 15 مئی 2015ء سے ہوگا۔ کلاس کا وقت صبح 9 بجے تا 11:30 ہوگا۔

(پرنسپل گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم ظہیر الدین منصور احمد صاحب
ترکہ مکرمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ
و مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب)

❁ مکرم ظہیر الدین منصور احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ خاکسار کی والدہ صاحبزادی مکرمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ ان کا اکاؤنٹ نمبر 229-7 دفتر امانت تحریک جدید میں موجود ہے۔ ان کے اکاؤنٹ میں اس وقت کل -/1,06,053 روپے موجود ہیں۔ نیز قطعہ نمبر 10 بلاک نمبر ق محلہ دارالصدر برقبہ 2 کنال 85 مربع فٹ خاکسار کی والدہ صاحبزادی مکرمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ اور والد مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کے نام مشترکہ طور پر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ رقم اور قطعہ جملہ ورثاء میں بحصص شرعی منتقل کر دیئے جائیں۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ امۃ البصیر احمد صاحبہ (بیٹی)
2۔ مکرمہ امۃ النور احمد صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرم ظہیر الدین منصور احمد صاحب (بیٹا)
4۔ مکرمہ امۃ الحی احمد صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

نکاح

❁ مکرم ظفر اقبال صاحب ہیملٹن اونٹاریو کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے محترم نوید ظفر صاحب کے نکاح کا اعلان محترمہ نور العین صاحبہ بنت مکرم محمد عمر صاحب کے ساتھ مورخہ 2 مئی 2015ء کو مبلغ دس ہزار کینیڈین ڈالرز حق مہر پر مکرم ناصر احمد گورایا صاحب مربی سلسلہ نے فیصل آباد میں کیا۔ تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

❁ پنجاب پبلک سروس کے تحت پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کی خالی آسامیوں کیلئے خواتین و مرد حضرات سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ علاوہ ازیں پاپولیشن ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں میڈیکل آفیسر/اسسٹنٹ ڈائریکٹر/ڈپٹی ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر آفیسر کی ضرورت ہے۔ تفصیلات و آن لائن اپلائی کرنے کے لیے وزٹ کریں:

www.ppsc.gop.pk

❁ فرسٹ ویمن بینک لمیٹڈ کراچی کے لیے ہیڈ آپریشنز ڈویژن، مینیجر مارکیٹ اور آئی ایس آڈیٹر رسک جبکہ لاہور کے لیے مینیجر ریجنل آڈٹ سنٹرل کی ضرورت ہے۔

❁ زارا سوفٹ (شومیکنگ کمپنی) کو فنانس مینیجر، اکاؤنٹس مینیجر، سیلز مینیجر، ایچ آر مینیجر، مارکیٹنگ مینیجر، سٹور مینیجر، مرچنڈائزر، سیلز کوآرڈینیٹر (فی میل)، پولیمر انجینئرز اور آؤٹ ڈور سیلز سٹاف کی ضرورت ہے۔

❁ لاہور الیکٹرک سپلائی کمپنی (لیسکو) کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر ڈیٹا کوڈر، ڈیٹا انٹری آپریٹر، سب سٹیشن آپریٹر گریڈ ون، لائن سپرنٹنڈنٹ گریڈ ٹو، سب سٹیشن آپریٹر گریڈ ٹو، سب سٹیشن اٹینڈنٹ، اورینٹل لینگویج ٹیچر، ٹرینڈ گریجویٹ ٹیچر (سائنس)، لائبریرین، اسسٹنٹ، اکاؤنٹ اسسٹنٹ، کمرشل اسسٹنٹ، سٹینو گرافر، آڈٹ اسسٹنٹ، کیشئر، سینئر کلرک، جونیئر کلرک، ایل ڈی سی، میٹر ریڈر، ٹیلی فونسٹ اور ڈرائیور کی خالی آسامیوں کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ تفصیلات و اپلائی کرنے کے لیے وزٹ کریں:

www.nts.org.pk

❁ پاکستان سٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ (PSO) کو فنانس پروفیشنلز (49 آسامیاں)، انفارمیشن ٹیکنالوجی پروفیشنلز، ABAP پروگرامر، SAP کنسلٹنٹ، اوریکل فنانشل ڈویلپر، نیٹ ورک انجینئر اور لیگل پروفیشنلز کی ضرورت ہے۔ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 18 مئی 2015ء ہے۔

❁ لاہور میں واقع مختلف اداروں کو ڈرائیورز اور سیکیورٹی گارڈز کی ضرورت ہے۔ ملازمت کرنے کے خواہشمند احباب نظارت صنعت وتجارت سے رابطہ کریں۔

نوٹ: اشتہار نمبر 1 تا 5 کی تفصیل کیلئے 3 مئی 2015ء کے اخبار روزنامہ جنگ و ایکسپریس ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت ربوہ)

بقیہ از صفحہ 2 سوال و جواب۔ خطبات امام

دس کلو میٹر سے سفر کر کے آتے ہیں ان کے گھر پہاڑی علاقے میں ہونے کی وجہ سے رستہ بھی بہت مشکل ہے لیکن نمازوں میں آتے بھی ہیں اور دوستوں کو بھی ساتھ لے کر آتے ہیں۔

س: میسیڈونیا کی ایک عورت نے حضور انور کا خطبہ سن کر کیا نمونہ دکھایا؟

ج: فرمایا: میسیڈونیا سے احمدی دوست لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ کا نام رضا ہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئیں اس سے پہلے وہ پردہ نہیں کرتی تھیں تو وہ مجھے لکھتے ہیں کہ میں بڑا مشکور ہوں آپ کا کہ جب لجنہ میں خطاب سنا تو انہوں نے حجاب لینا شروع کر دیا اور اب باقاعدہ پردہ کرتی ہیں اور احمدیت پر ثابت قدم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان میں بھی ترقی کر رہی ہیں تو نئی آنے والیاں جو دین حق کی تعلیم سے پیچھے ہٹ گئی تھیں وہ عورتیں بھی جب احمدیت قبول کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح دینی تعلیم کو اپنانے کی کوشش کرتی ہیں اس لئے ہماری بچیوں کو نوجوان بچیوں کو بھی عورتوں کو بھی اس طرف دھیان دینا چاہئے کہ جو دینی شعار ہیں ان کی پابندی کریں جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو کرنا ضروری ہے اور پردہ بھی ان میں سے ایک اہم حکم ہے۔

س: حضور انور نے کن دو افراد کی نماز جنازہ پڑھائی؟

ج: (1) مکرم انتصار احمد ایاز صاحب ابن مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب 28 مارچ 2015ء کو پچاس سال کی عمر میں بوسٹن امریکہ میں وفات پا گئے۔ (2) عزیزم وسیم احمد طالب علم جامعہ احمدیہ قادیان جو 25 مارچ 2015ء کو دریائے بیاس میں ڈوب کر وفات پا گئے۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز گولبازار
الفضل جیولرز ربوہ
فون دکان: 047-6215747
رہائش: 047-6211649
میاں غلام مرتضیٰ محمود

گوندل کے ساتھ پچاس سال
گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال — بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ
ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی — ہال: سرگودھا روڈ ربوہ
فون: 0300-7709458, 0301-7979258, 6212758

دلکش مصنوعی جزیرے

فلیو پولڈر۔ہالینڈ

ہالینڈ کے وسط میں واقع صوبے فلیو لینڈ کا ایک اہم حصہ فلیو پولڈر جزیرہ ہے جسے انسان کے ہاتھوں سے بنائے گئے دنیا کے سب سے وسیع جزیرے ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ 1986ء میں ہالینڈ کے بارہویں صوبے کی حیثیت اختیار کرنے والے اس صوبے کی وجہ شہرت یہی جزیرہ ہے جس کی وجہ 1916ء میں آنے والا سمندری طوفان ہے۔ دراصل اس سمندری طوفان کے باعث ایک وسیع رقبے پر مشتمل گڑھے میں سمندری پانی بھر کر جمع ہوگیا اور عظیم تالاب یا جھیل بن گئی۔ اس واقعے کے کافی عرصہ بعد 1955ء میں حکومت ہالینڈ نے فیصلہ کیا کہ وہ فلیو لینڈ کے مشرقی حصے سے جمع شدہ پانی نکال کر بھرائی کرنا شروع کریں گے جبکہ یہی عمل جنوبی حصے کے ساتھ 1968ء میں شروع کیا گیا اس طرح لگ بھگ تین سال بعد 970 مربع کلومیٹر پر محیط یہ جزیرہ معرض وجود میں آگیا۔ جزیرہ خشکی کا وہ حصہ ہوتا ہے جس کے چاروں اطراف میں پانی ہوتا ہے چونکہ فلیو پولڈر کے چاروں طرف سمندری پانی کو شہر میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے تین مصنوعی جھیلیں بنائی گئی ہیں۔ لہٰذا اس کو جزیرہ قرار دیا جاتا ہے۔

جزیرہ یاس ۔متحدہ امارات

متحدہ عرب امارات کے دارالخلافہ ابوظبی کے مرکزی شہر ''ابوظبی سٹی'' سے متصل ''جزیرہ یاس'' 25 مربع کلومیٹر پر محیط ہے جس میں سے 17 مربع کلومیٹر رقبہ سمندر میں بھرائی کر کے حاصل کیا گیا۔ 36 بلین امریکی ڈالر کی مالیت کا یہ پروجیکٹ مشہور تعمیراتی ادارے ''الدار پراپرٹیز'' کی ملکیت ہے جزیرہ یاس کی اصل شہرت یہاں پر موجود مشہور زمانہ فارمولہ ون گرانڈ پرکس کاروں کی دوڑ کے ''یاس مرینہ سرکٹ ٹریک'' کی موجودگی ہے۔ ساڑھے پانچ کلومیٹر طویل اس ٹریک پر متعدد عالمی پیمانے کی کار ریس ہو چکی ہیں۔ 2009ء میں دنیا کا سب سے اہم سیاحتی پروجیکٹ ایوارڈ ''ورلڈ ٹریول ایوارڈ'' حاصل کرنے والا ''یاس جزیرہ'' کا واٹر ورلڈ پارک عوام کے لئے جنوری 2013ء میں کھولا گیا ہے۔ انسانی ہاتھوں سے بنائے گئے جزیرے پر موجود یہ دنیا کا سب سے بڑا واٹر پارک ہے۔ اسی طرح ورلڈ فراری امیوزمنٹ پارک بھی ساڑھے 21 لاکھ فٹ کی وسیع و عریض چھت کے باعث دنیا کا سب سے بڑا ''انڈور امیوزمنٹ پارک'' کا درجہ رکھتا ہے۔

پام جبل علی۔متحدہ امارات

یہ مقام متحدہ عرب امارات کے نائب صدر اور وزیر اعظم شیخ محمد بن راشد المکتوم کے اشعار سے متاثر ہو کر بنایا گیا۔ یہ منصوبہ 2002ء میں شروع کیا گیا شیخ محمد بن راشد المکتوم کی یہ نظم جس میں انہوں نے سطح آب پر تحریر لکھنے کے ناممکن عمل کو حوصلہ مندوں کے لئے چیلنج قرار دیا تھا ماہرین تعمیرات نے مٹی اور پتھروں سے ناریل کے درخت اور اس کی پھیلی ہوئی شاخوں کی شکل کا جزیرہ تخلیق کر کے سطح آب پر نہایت دل پذیر تصویر کشی کی ہے جزیرے کا اصل حسن بلندی سے ہوائی جہاز سے دیکھنے پر نظر آتا ہے۔ دبئی میں واقع یہ جزیرہ چھ سمندری پارک، واٹر پارک، سمندری گاؤں اور رہائشی علاقوں پر مشتمل ہے۔

الجمیراہ جزیرہ۔دبئی

الجمیراہ جزیرہ بھی دبئی کے ساحل کو توسیع دے کر بنایا گیا ہے۔ دبئی کی ساحلی پٹی کے ساتھ واقع رہائشی علاقے جمیرہ سے متصل اس جزیرے کا رقبہ ساڑھے چھ مربع کلومیٹر ہے۔ اپنے نام کی مناسبت سے یہ جزیرہ ناریل کے درخت اور اس کی شاخوں کی مانند سمندر کنارے نظر آتا ہے۔ جزیرہ 300 میٹر طویل پل کے ذریعے سے ساحل سے ملایا گیا ہے جبکہ مرکزی رہائشی علاقہ جو درخت کے تنے کی مانند نظر آتا ہے۔ اس تنے کی دونوں جانب آٹھ آٹھ شاخیں تعمیر کی گئی ہیں جن پر رہائشی بلاک ہیں۔ فٹبال گراؤنڈ کے برابر رقبے والے اس جزیرے میں دنیا کی امیر ترین شخصیات رہائش پذیر ہیں۔ جنوری 2001ء میں شروع کئے گئے اس منصوبے میں نو کروڑ چالیس کیوبک میٹر مٹی اور سات ملین ٹن چٹانی پتھر استعمال کیا گیا ہے۔ جزیرے میں ایک دلچسپ چیز جزیرے اور شہر کو ملانے والی مونو ٹرین بھی ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 19 فروری 2015ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 8 مئی

طلوع فجر	3:46
طلوع آفتاب	5:15
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	6:55

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

8 مئی 2015ء

8:50 am	ترجمۃ القرآن کلاس
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	سنگاپور میں استقبالیہ تقریب 26 ستمبر 2013ء
1:20 pm	راہ ہدیٰ
3:55 pm	دینی وفقہی مسائل
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015ء

خواتین اور بچیوں کے مخصوص امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
جرمن ادویات کا مرکز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے) فون: 047-6211510
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 0344-7801578

کریسنٹ فیبرکس
سلے سلائے سوٹ۔ کراچی کی فینسی بوتیک۔ اور فینسی سوٹ کا مرکز نیز تمام قسم کی میچنگ دستیاب ہے۔
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: ولید احمد ظفر ولد مرتضیٰ احمد
0333-1693801

کلاسیکا پٹرولیم احمد نگر
احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ
معیار اور مقدار میں۔ ایک نیا نام
با اخلاق عملہ۔ ٹک شاپ کی سہولت
24 گھنٹے نان اسٹاپ سروس
0331-6963364,047-6550653

FR-10

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد/طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

لبرٹی فیبرکس
SANA & SAFINAZ, NISHAT، گل احمد، فردوس، Warda Print، اتحاد، لاکھانی، CHARIZMA، NATION, MARJAN کے علاوہ
نارمل لان پرنٹ سوٹ کڑھائی اور ایمبرائیڈری بوتیک کے علاوہ اچھی مردانہ ورائٹی میں سادہ اور کڑھائی والے آرٹیکلز کیلئے تشریف لائیں
اقصیٰ روڈ نزد اقصیٰ چوک ربوہ 0092-476213312

WARDA فیبرکس
تبدیلی آ نہیں رہی تبدیلی آ گئی ہے لان ہی لان
کرینکل شفون دوپٹہ 4P کلاسک لان 3P ڈیزائنر لان شرٹ بیلس
950/- 750/- 400/450
چیمہ مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ 0333-6711362

ایک نام مغل بینکویٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
SAHARA FOR LIFE TRUST UNO CERTIFIED NGO
ربوہ میں پہلا مکمل کولیکشن سینٹر
سہارا ڈائیگناسٹک لیبارٹری کولیکشن سنٹر
کولیکشن سنٹر کا سٹاف آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مصروفِ عمل
100% معیاری رزلٹ
☆ اب اہلیان ربوہ کو خون پیشاب اور پیچیدہ بیماریوں، ہیپاٹائٹس، PCR، آپریشن سے نکلنے والی BIOPSY کے ٹیسٹ کروانے لاہور یا بیرون شہر جانیکی ضرورت نہیں۔ یہاں ٹیسٹ جمع کروائیں اور کمپیوٹرائزڈ بل حاصل کریں اور یہاں سے ہی آن لائن کمپیوٹرائزڈ رپورٹس حاصل کریں۔ ☆ روٹین ٹیسٹ روزانہ کی بنیاد پر کروا کے دیئے جاتے ہیں۔ آج جمع کروائیں اگلے دن رپورٹ حاصل کریں۔
☆ تمام وزٹنگ کنسلٹینٹ کے تجویز کردہ ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔
☆ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ لیبارٹریز کے مقابلے میں ریٹ 40% تک کم۔ ☆ جماعتی کارکنان کیلئے 10% تک خصوصی رعایت۔
☆ EFU- آدم جی، اسٹیٹ لائف انشورنس رکھنے والے احباب کیلئے مزید خصوصی رعایت
☆ جو مریض لیبارٹری میں نہ آ سکتے ہوں اُن کیلئے ایک فون کال پر گھر سے سیمپل لینے کی سہولت
اوقات کار صبح 8:00 بجے تا رات 10:00 بجے تک۔ بروز جمعہ وقفہ 12:30 تا 1:30 بجے دوپہر۔
PH: 0476215955
Mob: 03336700829
03337700829
پتہ: نزد فیصل بنک گولبازار ربوہ

اٹھوال فیبرکس
لان ہی لان
توکل بوتیک۔ آرزو بوتیک۔ کریزمہ بوتیک
نیز بوتیک کی تمام ورائٹی مناسب ریٹ پر۔
چیلنج ریٹ کے ساتھ
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ اعجاز احمد اٹھوال: 0333-3354914

جرمن ٹیوشن
لاہور میں امیگریشن کے سلسلے میں جرمن زبان کے امتحان کی تیاری، جرمن دستاویزات کے ترجمے کے لئے
رابطہ: 0306-4347593